ایمان کی حفاظت



مصنف

مولانا سید عاقب علی مصباحی



سنی پبلی کیشنز

ایمان کی حفاظت

از
مولانا سید عاقب علی مصباحی

نام کتاب	:	**ایمان کی حفاظت**
مصنف	:	مولانا سید عاقب علی مصباحی
تصحیح	:	مولانا ہارون مصباحی
کمپوزنگ	:	محمد زبیر قادری (موبائل 9867934085)
سال اشاعت	:	۲۰۲۲ء
صفحات	:	۴۸

شرفِ انتساب

جلالۃ العلم بانئ جامعہ اشرفیہ حافظ ملت

حضرت علامہ مولانا شاہ عبد العزیز مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

اور

پیر و مرشد زینۃ الفقہاء مفتی محمد اکمل قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہ العالیہ

صدر الفرقان اسکالرز اکیڈمی کے نام

اور اپنے والدین کریمین کے نام جن کی دعاؤں اور کوششوں سے میں یہاں تک پہنچا۔

مولانا سید عاقب علی مصباحی

فہرست

☪ ☪ ☪ ☪ ☪

تقدیم

جامع معقولات ومنقولات حضرت **علامہ مولانا محمد ہارون مصباحی** صاحب قبلہ
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

اللہ عز وجل نے ہم مسلمانوں پر بے شمار احسانات فرمائے ہیں اور ایسی بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں جن کا ہم شمار بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

ہمارا فرض ہے کہ اللہ تعالی نے ہم کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان کی قدر کریں، اور ہمیشہ اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرتے رہیں، اور ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ اللہ کی دی ہوئی ان نعمتوں کی حفاظت بھی کریں۔ اللہ عز وجل قرآن کریم میں ایک جگہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيد.

(سورۃ إبراهيم:۷)

"اگر تم شکر گزاری کروگے تو بیشک میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

اس لیے بہر حال ان نعمتوں کی شکر گزاری اور ان کی حفاظت ہم سب کی اہم اور بنیادی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالی نے ہم کو جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سب سے اہم اور عظیم نعمت ایمان ہے۔ دنیاوی زندگی میں ایسے مواقع بارہا پیش آتے ہیں جب ہمارا امتحان ہوتا ہے اور ہم آزمائش میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں، ایسے وقت میں بعض لوگ ڈگمگا جاتے

ہیں اور بلآخر ایمان جیسی قیمتی اور اہم چیز سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، حالانکہ ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ اگر اس کے پاس ایمان ہی نہ رہے تو پھر اس زندگی کا کیا فائدہ؟ اس لیے ہمیں ہر وقت اس بات کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ ہمارے پاس ایمان ہے بھی یانہیں؟ ہمارا ایمان سلامت ہے بھی یانہیں؟

یاد رکھیں! اگر ہم دنیا سے کچھ بھی لے کر نہ گیے لیکن دنیا میں اپنا ایمان محفوظ رکھا، اور اس کو یہاں سے بچا کر لے جانے میں کامیاب رہے تو پھر ہم یقیناً آخرت میں بھی کامیاب ہیں، اور اگر ہم خدانخواستہ اپنا ایمان نہ بچا سکے، اپنے بیوی بچوں، دوست احباب اور رشتہ داروں کا ایمان محفوظ نہ رکھ سکے، ان کو ثابت قدم نہ رکھ سکے تو پھر ہم سے زیادہ ناکام ونامراد کوئی نہیں، دنیا کی ساری چیزیں اگر ہمارے پاس ہیں، لیکن ایمان نہیں ہے تو یقین کیجیے کہ پھر ہم مکمل خسارے میں ہیں۔

مولانا سید عاقب علی مصباحی کی زیر نظر کتاب ''ایمان کی حفاظت'' دراصل یہی بات سمجھانے کے لیے لکھی گئی ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت ہی ہر مسلمان کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔

مصنف موصوف نے اپنی اس کتاب میں اس موضوع پر بڑی سلجھی ہوئی گفتگو کی ہے اور قرآن وحدیث اور اسلامی شخصیات کے واقعات کی روشنی میں ایسی بحث پیش کی ہے جس سے ایمان کی عظمت اور قدر و قیمت واضح ہوتی ہیں، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارے اسلاف اپنے ایمان کے حوالے سے کتنے فکرمند رہتے تھے اور اس کی کس قدر حفاظت کیا کرتے تھے۔

مصنف موصوف نے اپنی اس کتاب میں تمہید کے بعد سب سے پہلے ایمان و کفر اور ضروریات دین کی تعریف ذکر کی ہے، پھر قرآن واحادیث کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ مومن ہی جنت میں جائیں گے۔ اس کے بعد قرآن وحدیث کے

دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ جس شخص کا خاتمہ کفر پر ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔

مصنف موصوف نے ایمان کی حفاظت کے حوالے سے درج ذیل چار مؤثر اقدامات بھی ذکر کیے ہیں جنھیں بروئے کار لا کر ایمان کی حفاظت کی جا سکتی ہے:

(1) ایمان کے حوالے سے ہمیشہ بیدار رہیں۔

(2) عملی اقدامات کریں، مثلا دین کا علم حاصل کریں۔

(3) زبان کی حفاظت کریں۔

(4) نیکوکاروں کی صحبت اختیار کریں اور برے لوگوں کی صحبت سے دور رہیں۔

اس کے بعد صاحب کتاب نے یہ بحث رکھی ہے کہ علم کیسے حاصل کیا جائے اور کس سے؟ پھر ایک شبہہ کا ذکر کر کے اس کا جواب دیا ہے۔

صاحب کتاب نے اپنی اس کتاب میں اس موضوع پر بڑی شاندار بحث کی ہے کہ ہمارے اسلاف ایمان کی حفاظت کے حوالے سے کتنے فکرمند رہتے تھے۔ پھر مسلمانوں کو یہ نصیحت کی ہے کہ اگر آدمی کی زبان سے کوئی کفریہ کلمہ سرزد ہو گیا ہو یا اسے اس بارے میں کوئی شبہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تجدید ایمان کر لے۔

مصنف موصوف نے اپنی اس کتاب میں اس حوالے سے بھی گفتگو کی ہے کہ اگرچہ آدمی کے جاہل ہونے کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہی ہوا ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ جہالت آدمی کو کفر تک پہنچانے کا بڑا سبب ہے اس لیے ہر مسلمان کو دین کا ضروری علم بہرحال حاصل کر لینا چاہیے۔

کتاب کے آخر میں صاحب کتاب نے کچھ عوامی شبہات کا ذکر کیا ہے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کچھ وظائف بیان کیے ہیں۔

مختصر یہ کہ اس کتاب سے جہاں ایمان کی قدر و قیمت اور ایمان کی بہاروں کا

علم ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن کو اپنے ایمان کے حوالے سے ہمیشہ بیدار رہنا چاہیے وہیں اس کتاب سے کفر وشرک کی خرابی اور اس کی تباہ کاریوں کا بھی پتا چلتا ہے، ساتھ ہی کتاب کی اہمیت وافادیت بھی واضح ہوجاتی ہے۔

مصنف موصوف مولانا سید عاقب علی مصباحی اپنی اس کاوش پر واقعی ہم سب کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

کتاب کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر امید ہے کہ قارئین اس کتاب سے لطف اندوز بھی ہوں گے اور مستفید بھی ہوں گے، ان شاء اللہ۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالی اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور صاحب کتاب کو عزت ومقبولیت اور ترقی وکامیابی سے بہرہ ورفرمائے، آمین یا رب العالمین برحمتك یا ارحم الراحمین. و صلی الله علی سیدنا محمد و علی آله و صحبه أجمعین.

محمد ہارون مصباحی فتح پوری

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

27/ دسمبر، 2021

حرفِ احسن

رئیس التحریر والتقریر حضرت علامہ مولانا توفیق احسن برکاتی صاحب قبلہ
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور وسابق مدیر اعلیٰ ماہ نامہ سُنّی دعوتِ اسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

”ایمان کی حفاظت“ ایک بندۂ مومن کا فرض اولین ہے، کیوں کہ ایمان کی سلامتی پر تمام عبادتوں اور نیکیوں کا دارومدار ہے۔ ایمان اصل الاصول اور جملہ اعمال واشغال کی اَساس ہے، ایمان بنیاد ہے اور جملہ فرائض وواجبات کی عمارت اسی بنیاد پر استوار ہے۔ یہ بنیاد کمزور یا کھوکھلی ہوئی تو اس پر کھڑی عمارت بھی شکستہ ہوگی اور کفر وشرک کا طوفانِ بدتمیزی بہت جلد اس کو منہدم بھی کرسکتا ہے۔ اس لیے ہمیں تاکیدی حکم ہے کہ اپنی جان سے بھی زیادہ اس کی نگہ داشت کریں، کیوں کہ یہ ہماری جانوں سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔ ایمان پر استقامت اور اس کے تقاضوں کی تکمیل ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰآیہا الذین اٰمنوا اٰمِنوا باللہ ورسولہ والکتٰب الذی نزل علیٰ رسولہ والکتٰب الذی أنزل من قبل، ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیداً.

(سورۂ نساء ۴۔آیت:۱۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

یہ خطاب مسلمانوں سے بھی ہوسکتا ہے، یہود ونصاریٰ اور منافقین سے بھی۔ اگر یہ خطاب اہل ایمان کو ہو تو اس حکم کا مطلب یہ ہوگا کہ ایمان پر ثابت قدم رہو اور اگر یہ خطاب یہود ونصاریٰ سے ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اے بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لانے والو! تم مکمل ایمان لاؤ، یعنی تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان رکھو، ان میں سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید بھی داخل ہے۔ اگر یہ خطاب منافقین سے مانیں تو اس کے معنی ہوں گے کہ اے ایمان کا ظاہری دعویٰ کرنے والو! اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور باطن کو بھی مومن بنالو۔

ایمان پر ثابت قدمی اسی وقت ہوسکتی ہے جب بندۂ مومن ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا رہے اور منافی ایمان کوئی کام اس سے سرزد نہ ہو، نہ ہی دل میں ایسا کوئی خیال جاگزیں ہو جو ایمانی اساس کو منہدم کرتا ہو اور تصدیق قلبی کو متاثر کرتا ہو۔ یعنی اہل ایمان پر لازم ہے کہ دل وزبان کو احتیاط کا پابند بنائیں اور کوئی ایسا عمل کرنے یا ایسا جملہ بولنے سے سخت پرہیز کریں جو ایمان کے منافی ہو۔ ایمان زندگی میں فطری انداز میں دکھائی دے نہ کہ بہ تکلف اس کا اظہار ہو۔ ایسا لگے کہ ایمان ان کے دلوں میں گھر کر گیا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا گیا:

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان، أولئك هم الرٰشدون.

(سورۂ حجرات ۴۹۔ آیت: ۷)

ترجمہ: لیکن اللہ نے تمھیں ایمان پیارا کردیا ہے اور اسے تمھارے دلوں میں

آراستہ کردیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمھیں ناگوار کردی، ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔

ایک اور مقام پر آیا:

قالت الأعراب اٰمنا، قل لم تومنوا ولکن قولوا أسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم. (سورۂ حجرات ۴۹۔آیت: ۱۴)

ترجمہ: گنوار بولے: ہم ایمان لائے، تم فرماؤ: تم ایمان تو نہ لائے، ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمھارے دلوں میں کہاں داخل ہوا؟

یعنی اصل ایمان یہ ہے وہ دل میں جاگزیں ہو نہ کہ منافقین کی طرح محض زبانی۔ اور جب ایمانِ کامل حاصل ہو جائے تو پھر بندہ کفر میں پلٹنے کو زہر ہلاہل جانے ورنہ وہ اس دنیا میں پشیمان ہوگا اور آخرت میں دردناک عذاب کا مستحق بھی۔

ارشاد ربانی ہے:

ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الاٰخرة من الخٰسرین. (سورۂ مائدہ ۵۔آیت:۵)

ترجمہ: اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اَکارت گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار رہے۔

یعنی ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے پر تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ارتداد تمام اعمال کے ضیاع کا سبب ہے اور مرتد کا حکم انتہائی سخت ہے۔

"ایمان" ایک بندہ خدا کو ملنے والی سب سے عظیم نعمتِ الٰہیہ ہے، اس لیے اس کا شکر ادا کرنا بھی ضروری ہے اور اس کی باز پرس بھی سخت ہوگی اس لیے سخت احتیاط لازم ہے۔ کلمہ "لا اله الا الله ، محمد رسول الله" کا ورد ہمارا وظیفہ، فرائض و واجبات کی ادائیگی ہمارا وطیرہ، اسلامی شعار کی حفاظت ہمارا طرزِ عمل، اسلامی

اخلاقیات کی پابندی ہماری زندگی ہو اور غیر شرعی امور واشغال سے اجتناب ہمارا شیوہ ہو تو ایمان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔

یاد رکھیں! ایمان کی سلامتی کے بغیر جنت قطعاً حاصل نہ ہوگی، یہ قرآنی وضاحت ہے اور جنت پانا ہر مومن کی آرزو۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور ایسے کاموں اور ایسی باتیں بولنے سے بچیں جو ایمان کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔

اس کا ایک واضح طریقہ قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی جائے اور ان کے عادتوں کو اپنی زندگی میں جگہ دی جائے، وہ جو دیں اسے قبول کیا جائے اور جس چیز سے منع کر دیں اسے رد کر دیا جائے۔ ان کی محبت اور ان کا اتباع اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا اتباع ہے۔ ان کا حکم اللہ عزوجل کا حکم ہے اور ان کے حکم سے روگردانی اللہ عزوجل کی نافرمانی ہے۔ جب کوئی بندۂ مومن اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو بن جائے تو یہ اس بات کی پہچان ہے کہ اس کی زندگی میں پورے طور پر اسلام داخل ہو چکا ہے اور اس کا دل مومن ہو چکا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان، أن یکون الله ورسوله أحب الیه مما سواهما، وأن یحب المرء لا یحبه الا لله، وأن یکره أن یعود فی الکفر کما یکره أن یقذف فی النار ." (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان، حدیث:١٦)

یعنی تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت پالے گا:

(۱) اللہ اور اس کے رسول اسے ہر شے سے زیادہ محبوب ہوں۔
(۲) وہ کسی شخص سے صرف اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔
(۳) کفر میں واپس لوٹنے کو اس طرح بُرا جانے جس طرح آگ میں پھینکے جانے کو بُرا جانتا ہے۔

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں شیخ محی الدین ابن عربی کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"وقال الشيخ محيي الدين: هٰذا حديث عظيم، أصل من أصول الدين." (فتح الباری بشرح صحیح البخاری،ص:۱۱۹،ج:۱)

یعنی شیخ محی الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بڑی معنویت والی ہے، دین کے اصول میں سے ایک اہم اصل ہے۔

یہ فرمانِ رسول بہت سی آیاتِ قرآنیہ کا خلاصہ ہے، ایک بندۂ مومن جب سب سے زیادہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے، ان کے احکام و فرامین کی بجا آوری بھی کرتا ہے اور اپنی خواہشوں کو ان کی رضا کے تابع کر لیتا ہے تو اسے مژدۂ ظفر عطا ہوتا ہے اور وہ دین و دنیا کی بھلائی کا مستحق ہوتا ہے۔ کسی انسان سے دوستی یا دشمنی کا معیار اپنی غرض نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو ایسی دوستی یا دشمنی قابل تحسین ہے۔ جب بندۂ مومن ان دونوں کمالوں کو حاصل کر لیتا ہے تو کفر کی طرف پلٹنا ایسے ہی بُرا جانتا ہے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔ یہ وہ تین خصائل ہیں جو اسے ایمان کی حلاوت بخش دیتے ہیں۔

اس کے برخلاف کرنے والا نہ صرف ایمان کی حلاوت سے محروم رہتا ہے بلکہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنے ایمان کو مستحکم کرتے رہیں اور منافی ایمان کوئی بھی کام کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں، اسی میں ہمارے ایمان کی سلامتی ہے۔

یاد رکھیں! ہماری اصل ترقی ایمانی بنیادوں پر ہونی چاہیے، مال وزر کی کثرت اور دنیوی عروج ہمارا خواب ہرگز نہیں، غیر اسلامی ثقافت اور لادینی نظریات سے میل کھاتا تمدن ہمیں نہیں چاہیے، اسلامی تشخص اور ایمانی شناخت کے ساتھ ایمان کے تقاضوں سے ہم آہنگ عروج ہمارا مقصد زندگی ہونا چاہیے۔ یہی اسلام اسلام کا مطلوب ہے اور اسی میں دین ودنیا کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔

عزیز گرامی مولانا سید عاقب علی مصباحی نے اپنی اس مختصر کتاب "ایمان کی حفاظت" میں یہی کچھ باتیں ذرا تفصیل سے سمجھائی ہیں، وہ اپنے اس عمل میں مخلص دکھائی دیتے ہیں، ان کی خواہش ہے کہ تمام اہل ایمان اپنے ایمان کی حفاظت میں چوکنا رہیں اور باطل فرقوں کی ریشہ دوانیوں اور کفار ومشرکین کے حملوں سے اپنے ایمان کو بچائیں۔ یہ ایک چیلنجنگ کام تو ہے لیکن ہمیں یہ چیلنج قبول کرنا ہے۔ نہ صرف اپنا بلکہ تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرنی ہے، انھیں ان کاموں سے باخبر کرنا ہے جو ایمانی اصول کے خلاف ہیں۔ مولانا سید عاقب علی مصباحی اس سال جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے درجۂ فضیلت میں سند فراغت پانے والے ہیں، انھوں نے اپنی دستار بندی کے موقع پر یہ یادگار اور مفید کتاب تحریر کی ہے۔ ایمان وکفر دو الگ الگ حقیقتیں ہیں، دونوں کے اوصاف الگ ہیں، دونوں کے تقاضے الگ ہیں، دونوں کی راہیں جدا جدا ہیں، اس لیے انھیں کسی بھی حال میں یکجا نہیں کیا جا سکتا۔ ایمان پر حسن خاتمہ نہ ہو تو جنت نہیں مل سکتی۔ کفر وارتداد انتہائی غلیظ کام ہے اور جو بھی اپنے کفر وارتداد پر باقی رہا اور توبہ واستغفار کرکے دوبارہ دائرہ ایمان میں داخل نہ ہوا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں اسے ہمیشہ ہمیش کے لیے رہنا ہے۔ کتاب میں ان کے سوا عوام الناس میں پھیلی ہوئی بہت سے غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کیا گیا ہے اور انھیں تاکید کی گئی ہے کہ اصل دین سیکھیں اور صحیح علما سے سیکھیں۔ نہ ہر کسی سے دین سیکھیں

اور نہ ہر کسی کو اپنا رہنما مانیں۔ اسلام دشمن طاقتوں کی چالوں سے آگاہ ہوں اور اپنی نئی نسل کو ان کی فریب کاریوں سے بچانے کا جتن کریں۔ بدمذہبوں سے بچیں اور ان کے دام فریب میں ہرگز نہ آئیں۔ یہ کتاب بہت آسان زبان میں لکھی ہے، کتاب وسنت کے حوالوں سے اس کو مستند بنانے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ اللہ عزوجل اسے قبول فرمائے، انھیں علم نافع عطا فرمائے اور مزید خدمت دین کی توفیق بخشے، آمین۔

توفیق احسنؔ برکاتی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۵/ دسمبر ۲۰۱۲، روزِ شنبہ

عرضِ مصنف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو ایک مقصدِ خاص ''اس کی عبادت'' کے لیے بھیجا ہے۔خود ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○(الذٰریٰت ،56)

ترجمہ:۔''اور میں نے جنّ اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں۔''

توہمیں اپنی تخلیق کا مقصد ملحوظ رکھنا چاہیے۔اور اسی رب نے اپنی عبادت کی بنا ایمان پر رکھی ہے۔اگر ایمان نہ ہوتو سب اکارت ہے،کوئی عبادت مقبول نہ ہوگی۔ فقیر کا مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ عبادت پر تو دھیان دیتے ہیں لیکن اس کی بنا یعنی ایمان پر توجہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگ معاشرتی گناہوں کو بڑا سمجھتے ہیں لیکن رب العزت جلا وعلیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں لاعلمی اور اپنی بے حیثیتی کے باوجود زبان دراز کرنے کو بڑا اور بُرا نہیں سمجھتے اور بعض لوگ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوجانے کے بعد اس زعم فاسد میں رہتے ہیں کہ جو چاہے کرلو ہم تو جنت میں ہی جائیں گے۔ یہ نہیں سوچتے کہ جس ایمان کی بنا پر جنت میں داخل ہوگا اس ایمان کی حفاظت بھی کرنی ہوگی۔ نیز لوگوں کا کثرت سے سوشل میڈیا کا استعمال ان کے ایمان کے لیے خاصا مخل ہے اور اس بارے میں انھیں خبر بھی نہیں ہے۔لوگوں کا گناہوں کو بُرا سمجھنا ایمانی تقاضا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔لیکن اگر یہ کیفیت ارتداد کے بعد بھی پائی جارہی ہے تو یہ ایمانی تقاضہ نہیں بلکہ شیطانی دھوکا اور مقتضائے حال سے

پیدا ہونے والی ایک کیفیت ہے۔ کتاب لکھنے کا مقصد ہرگز گناہوں کو ہلکا جتلانا نہیں ہے بلکہ اس فکر کی بیداری ہے کہ ایمان سب سے افضل ہے اسی پر تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد ہی نہ رہے گی تو عمارت بھی نہ رہے گی۔ اسی لیے ایسی باتیں جنھیں ہم چھوٹا سمجھتے ہیں لیکن وہ بہت اہم ہوتی ہیں اور ہم لاعلمی کی بنا پر ہلکا جانتے ان سے ہم واقف ہوں اور انھیں ملحوظِ خاطر بھی رکھیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فتاویٰ رضویہ میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: امام حجۃ الاسلام محمد غزالی، پھر علامہ مناوی شارح جامع صغیر، پھر سیدی عبد الغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں: ”کوئی آدمی بدکاری اور چوری کرے تو باوجود گناہ ہونے کے اس کے لیے یہ عمل اتنا مہلک اور تباہ کن نہیں جتنا بلا تحقیق علمِ الٰہی کے بارے میں کلام کرنا مہلک ہے کیونکہ بلا تحقیق اور بغیر پختگی علم کے کہیں کفر کا مرتکب ہو جائے گا اور اسے علم بھی نہیں ہوگا! اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تیرنا جانے بغیر دریا کی موجوں اور نہروں پر سوار ہونے کے، اور شیطان کی فریب کاریاں جو عقائد اور مذہب سے تعلق رکھتی ہیں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ اور اللہ عزوجل سب کچھ خوب جانتا ہے۔“ (الحدیقۃ الدینیۃ)

بالآخر میں ان سبھی حضرات کا ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے اس کارِ خیر میں تعاون فرمایا، خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر معاون و رہنما اساتذہ۔

(۱) حضرت علامہ مولانا ہارون مصباحی صاحب قبلہ استاذ الجامعۃ اشرفیۃ مبارک پور۔

(۲) شہزادۂ ادیب زمین، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا رئیس اختر مصباحی صاحب قبلہ سابق استاذ الجامعۃ الاشرفیہ۔

(۳) معاون رفیق حضرت مولانا حاشر رضا مصباحی صاحب المتدرب علی الافتاء الجامعۃ الاشرفیہ۔

ان تمام حضرات کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور جزائے خیر کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرا اور آپ کا ایمان سلامت رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید عاقب علی مصباحی
المتعلم فی الصّف الفضیلۃ بالجامعۃ الاشرفیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر مسلمان کے لیے سب سے بڑی نعمت جو اسے حاصل ہے وہ دولتِ ایمان ہے اور یہی اس کے پیشِ نظر ہونا چاہیے۔ آخری دور میں کس آسانی سے ایمان برباد ہو جائے گا اور اس کی پرواہ بھی نہیں رہے گی، اس کے بارے میں غیب بتانے والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ آج جس بے پرواہی سے لوگ کلمات منہ سے نکالتے ہیں، جو مرضی آئے وہ لکھ دیتے ہیں، جسے چاہے سنتے ہیں، یہ انھیں غیبی اخبار کا مظہر ہے۔

اسلام جیسی عظیم نعمت کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ اس کی فکر کرنا ہے۔ ایمان ہی وہ بنیاد ہے جس کی بنا پر جنّت میں داخلہ اور اس کی عدم موجودگی کی صورت میں جہنم میں ڈالا جائے گا۔ رسالہ کا مقصد ایمان کی حفاظت کی بیداری اور اس کے بارے میں بے احتیاطی سے باز رکھنا ہے۔ فقیر کا مشاہدہ ہے کہ لوگ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد اس زعمِ فاسد میں رہتے ہیں کہ جو چاہے کر لو ہم تو جنّت میں ہی جائیں گے۔ یہ نہیں سوچتے کہ جس ایمان کی بنا پر جنّت میں داخلہ ہوگا اس کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ میں نے اس کتاب کو قرآن وحدیث اور فقہا کے اقوال سے مبرہن کرنے کی کوشش کی ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان ہوگا وہ بالآخر جنّت میں جائے گا چاہے کیسا ہی گناہگار ہو اور جس کے دل میں ایمان نہیں وہ جہنم میں ہی جائے گا چاہے بظاہر کتنے نیک عمل کرتا ہو۔ مختصر تمہید کے بعد یہ جان لینا ضروری ہے کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔

ایمان کی تعریف:۔ دل سے ہر اس بات کی تصدیق کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لے کر آئے۔ (المعتقد)

کفر کی تعریف:۔ ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کرنا کفر ہے، اگرچہ باقی

باتوں کا اقرار کرتا ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت)

ضروریاتِ دین:۔ اسلام کے وہ احکام ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنّت و دوزخ، حشر، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا وغیرہ۔

مومن ہی جنّت میں جائیں گے

یہاں وہ آیاتِ قرآنی ذکر کی جارہی ہیں، جن میں ایمان والوں کے لیے جنّت کی بشارت ہے۔

(1) وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ (البقرۃ،25/2)

ترجمہ: اور خوش خبری دے انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں۔

(2) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ (البقرۃ:2/82)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنّت والے ہیں، انھیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

(3) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ (9/5)

ترجمہ: ایمان والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (المآئدہ:9)

ان آیات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ جنّت میں صرف مومنین ہی جائیں گے لہٰذا ایمان دخولِ جنّت کی شرط ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے

یہ بات مبرہن ہوتی ہے لیکن ہم اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اب ہم چند احادیث پیش کرتے ہیں جس سے بات اور واضح ہوجائے کہ مومن کا ٹھکانا بالآخر جنّت ہے۔

حدیث(1): عن مُعَاذٍ قال: کُنۡتُ رِدۡفَ رَسُوۡلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِمَارٍ، لَیۡسَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَهٗ اِلَّا مُؤَخِّرَةُ الرحل، فَقَالَ "یامعاذُ! هَلۡ تَدۡرِی مَا حَقُّ الله عَلٰی عباده؟ وَمَا حَقُّ الۡعِبَادِ عَلَی اللهِ؟" قُلۡتُ اَللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ اَعۡلَمُ۔ قال: "فَاِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَی العباد اَنۡ یَّعۡبُدُوۡهُ وَلَا یُشۡرِکُوۡا بِهٖ شَیۡئًا، وَحَقُّ الۡعِبَادِ عَلَی اللهِ اَنۡ لَّا یُعَذِّبَ مَنۡ لَّا یُشۡرِكُ بِهٖ شَیۡئًا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دراز گوش پر سوار تھا، میرے اور سرکار کے درمیان صرف کجاوے کے پچھلے حصے کی لکڑی تھی۔ حضور نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: بے شک اللہ کا اس کے بندوں پر حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ شرک نہ کرے۔

یہاں شرک کے ساتھ کفر بھی داخل ہے جیسا کہ عام مواقع پر داخل ہوتا ہے۔ عذاب سے مراد دائمی عذابِ جہنم ہے۔

حدیث(2): عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال: وسمعت رَسولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم یقول: مَنۡ شَهِدَ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَیۡهِ النَّارَ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول، تو اللہ نے اس پر جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

یہاں گواہی سے وہ گواہی مراد ہے جس میں دل میں بھی یقین ہو اور جہنم میں داخلہ حرام سے مراد ابدی داخلہ ہے عارضی نہیں۔ (مرقاۃ)

حدیث (3): عن اَبِی ذَرٍّ قال: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ، وَھُوَ نَائِمٌ، ثم اَتَیْتُہُ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ، فَقَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ثُمَّ مات عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ" قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ قال: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ۔ قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ قال: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ۔ قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: "وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ۔ وَکَانَ ابو ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِھٰذَا قال: وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے اوپر ایک سفید کپڑا تھا اور آپ سو رہے تھے، پھر میں آپ کی بارگاہ میں آیا اور آپ جاگ چکے تھے تو فرمایا: "جو بھی بندہ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے پھر اسی پر مرے تو وہ جنّت میں جائے گا۔" میں نے عرض کیا، اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے۔ فرمایا: "اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے۔" میں نے پھر عرض کیا: اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے۔ فرمایا: "اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے۔" میں نے پھر سے عرض کیا: اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے۔ فرمایا: "اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے۔ چاہے ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے چاہے ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔

اس حدیث کی وضاحت اِن شاء اللہ آگے آرہی ہے۔

جس کی موت کفر پر ہو اس کا ٹھکانا جہنم ہے

یہاں وہ آیات پیش کی جارہی ہیں جن میں کفار کے لیے ابدی جہنم کی وعید ہے۔

(1) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَھُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡھِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ○ خَالِدِیۡنَ فِیۡھَا لَا یُخَفَّفُ عَنۡھُمُ الۡعَذَابُ وَلَا ھُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ○ (161,162/2)

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے۔

(2) وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خَالِدُوۡنَ○ (39/2)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہی لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اس دوزخ میں رہیں گے۔

(3) وَمَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ○ (217/2)

ترجمہ: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے، پھر کافر ہی مر جائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس موضوع پر حدیث شریف بھی پیش ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”ثِنۡتَانِ مُوۡجِبَتَانِ“ قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ! ما الۡمُوۡجِبَتَانِ؟

قَالَ: "مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ، وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو چیزیں واجب کرنے والی ہیں۔'' ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وہ کون سی دو چیز ہیں؟ فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک کرتا تھا وہ جہنم میں جائے گا، اور جو اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتا تھا (یعنی مومن تھا) وہ جنّت میں جائے گا۔

مذکورہ آیات و احادیث سے بات واضح ہوگئی ہے کہ ایمان ہی وہ عظیم دولت ہے جو مدار دخولِ جنّت ہے اور اسی کی عدم موجودگی یعنی کفر دوزخ میں پھینکے جانے کا سبب ہے۔ یاد رہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان اور درجہ نہیں ہے یعنی آدمی یا تو مومن ہوگا یا کافر، ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص نہ مومن ہو نہ کافر۔ یہ دور فتنوں کا دور ہے، فتنے تیزی کے ساتھ ظاہر ہو رہے ہیں۔ جیسے جیسے قیامت قریب آئے گی ویسے ویسے فتنوں کا ظہور بھی بڑھتا چلا جائے گا اور ایسے میں ایمان کی حفاظت کرنا مشکل سے مشکل ہوتا چلا جائے گا، جس کے بارے میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی خبر دے دی تھی۔

عن انس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس وقت لوگوں کے درمیان اپنے دین پر صبر کرنے والا آگ کی چنگاری پکڑنے والے کی طرح ہوگا۔

افسوس صد افسوس! یہ کہ جب ایسا پُرفتن دور ہو، تو ایسے حال میں تو ایمان کی فکر بڑھ جانی چاہیے لیکن ہم عوام الناس پر نظر ڈالیں تو اس کے برعکس ہی نظر آتا ہے۔ اب اگر کسی تقریر یا تصنیف کے ذریعے ایمان کی حفاظت کا ذہن بنا بھی تو جہالت کی بنا پر ایمان کی حفاظت کا طریقہ نہیں جانتے۔ دیکھیے معاملہ کتنا سخت ہے اور ہم کتنے غافل۔ درج ذیل چار اُمور آپ کی نذر ہیں، جو ایمان کی حفاظت میں مؤثر ہوں گے۔

چار رہنما اُصول

(1) **اہمیتِ ایمان:** سب سے پہلے ایمان کی اہمیت جاننا اور اسے ہر دم ملحوظ رکھنا۔ جیسے چھوٹے بچے پیسوں کی قدر نہیں جانتے، اسی لیے کبھی کبھی پھاڑ کے بھی پھینک دیتے ہیں لیکن کبھی بھی آپ کسی عاقل بالغ کو ایسا کرتے نہیں دیکھیں گے۔ کیوں! اس لیے کہ اس کے نزدیک اس کی اہمیت ہے، جتنا بڑا نوٹ اتنی زیادہ حفاظت اور سونے کا بسکٹ ہو تو بینک کا لاکر (Locker)۔ اسی سے سمجھ لیجیے کہ ایمان تو ایسی دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی بھی نعمت کالعدم ہے۔ اب جب اتنی بیش قیمت چیز ہے تو حفاظت بھی اسی قدر چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں: علمائے کرام فرماتے ہیں: ''جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو نزع کے وقت اس کا ایمان سلب ہو جانے کا شدید خطرہ ہے۔

(2) **علم:** جب بیداری حاصل ہو جائے تو پھر کچھ عملی اقدام بھی چاہیے۔ سب سے پہلا قدم اس سمت میں علم حاصل کرنا ہے۔ جب تک علم نہ ہو گا صحیح طور پر خوف بھی حاصل نہیں ہو گا کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ (الفاطر:28)

ترجمہ:۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ جب جانیں گے کہ کیا صحیح ہے کیا غلط، تبھی تو بچ سکیں گے

اور جب معلوم ہی نہیں ہوگا تو صحیح اور غلط میں امتیاز نہیں کرسکیں گے اور بہت ممکن ہے آدمی غلط عقیدہ لاعلمی کی بنیاد پر رکھا ہو اور چین سے رہے کہ ہم تو پکّے مسلمان ہیں۔ عوام میں ایسے بہت سے ملیں گے، سمجھائیں تو سمجھتے نہیں۔ وہ ان کا خیال یہ رہتا ہے کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوگئے تو دین کے بارے میں سب کچھ خود بہ خود آ گیا ہے جیسے ڈاکٹر کا بچہ بغیر پڑھے لکھے ڈاکٹر ہو جاتا ہو۔ اب جب علم کی اہمیت بھی سمجھ آ گئی تو اسے حاصل کرنے میں لگنا ہوگا۔ اس پر ایک فرمانِ مصطفیٰ پیش کرتا ہوں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" (ابن ماجہ) ترجمہ: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

یہاں علم سے مراد علم دین ہے اور اس کی مقدار اتنی کہ آدمی کے عقائد درست ہو جائیں، اپنے فرائض و واجبات ادا کر سکے چاہے عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے اور تیسرا گناہوں کی معرفت اور ان سے بچنے کا طریقہ تاکہ ہر طرح کے گناہ سے بچ سکے۔ اور لفظِ مسلم میں مرد و عورت دونوں داخل ہیں یعنی عورتوں کو بھی علمِ دین حاصل کرنا ضروری ہے۔ نیز فتاویٰ شامی میں ہے: ''حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کے متعلق علم سیکھنا فرض ہے، اس زمانے میں یہ سب سے ضروری امور ہیں۔'' یہ بات وہ علامہ شامی فرما رہے ہیں جن کی کتابوں سے کوئی حنفی دارالافتاء خالی نہیں اور علما پر ان کا مرتبہ مخفی نہیں، یہ بات وہ آج سے صدیوں پہلے فرما گئے۔ وہ بھی ایک اسلامی ملک میں تو ہمیں آج کے دور میں ایک غیر اسلامی ملک میں کتنا فکرمند ہونا چاہیے۔

علم کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان بے لذّت گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ لذت والے گناہوں میں بعض اوقات انسان علم کے باوجود گناہ کی لذت کی وجہ سے جا پڑتا ہے اور بے لذت گناہ سے انسان رُک جاتا ہے، اور کفر میں تو کوئی بھی لذت نہیں ہے۔

(3) **زبان کی حفاظت:** ۔ہم اس موضوع کو کچھ تفصیل سے بیان کریں گے یعنی اس میں زبان کی حفاظت کے ساتھ دین کی حفاظت اور بھی کچھ امور شامل ہیں ۔علم حاصل کر لینے کے بعد اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ زبان کی حفاظت انتہائی ضروری ہے، ذراسی لاپرواہی سے ایمان برباد ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا○

(الکھف :5)

ترجمہ: ۔کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔

اس آیت کے تحت تفسیر نسفی میں ہے کہ ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بے باکی بیان کی ہے جو اللہ کے لیے معاذ اللہ اولاد ٹھہراتے ہیں حالانکہ بعض اوقات شیطان دل میں وسوسے ڈالتا ہے، پھر بھی انسان اسے زبان پر لانے کی جرأت نہیں کرتا اور یہ لوگ بالکل بھی پرواہ نہیں کرتے۔

زبان کی حفاظت پر احادیث طیبہ ملاحظہ ہوں:

(۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قال قال رسول الله صلى الله عَلَيْهِ وسلم: اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ الله بِهَا دَرَجٰتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ الله لَا يُلْقِيْ لا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ: ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ رضائے الٰہی کا کوئی کلمہ بول دیتا ہے جس کا اسے احساس نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی کلمہ بول دیتا ہے جس کی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ اس کلمہ کی وجہ سے وہ شخص دوزخ میں گر جاتا ہے۔

دیکھا آپ نے کتنا نازک معاملہ ہے۔ایک کلمہ سے آدمی جہنم میں گرجاتا ہے، ایک کلمہ سے ایمان بھی برباد ہوسکتا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں بولنے سے کیا ہوتا ہے، بھائی بولنے ہی سے تو سب کچھ ہوتا ہے اور کفریہ بات بک دینے کے بعد تو یہ بہانہ بالکل نہیں چلے گا کہ صرف زبان سے کہا ہے دل سے تھوڑی، میں تو صرف مذاق کررہا تھا، اب خود ہی بتائیے جو دین کے معاملے کو بھی مذاق میں لے، کیا اُس کا ایمان بچے گا، ہرگز نہیں۔بھلا ملک مخالف گفتگو میں کوئی بہانہ چلتا ہے تو حقیقی بادشاہ کے بارے میں کیسے چل سکتا ہے۔اس لیے بک بک کرنے سے بہتر خاموش رہنا ہے۔

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ (احمد، ترمذی)

ترجمہ:۔ جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔

چپ رہنے ہی میں عافیت ہے خصوصاً اس دور میں، خصوصاً جب علم نہ ہو۔اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ:۔جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر زمین وآسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

یہاں فتویٰ دینے سے شرعی حکم بیان کرنا مراد ہے وہ خاص صورت نہیں کہ کوئی مفتی دارالافتاء میں بیٹھ کر فتویٰ دے۔اسی لیے کسی بھی دینی موضوع پر اپنی رائے تبھی دیجیے جب آپ اس کے متعلق اچھی طرح جانتے ہوں۔

(3) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، قال: مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَّهُ الْجَنَّةَ۔

(بخاری)

ترجمہ:۔حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے دو داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو

ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔

سوشل میڈیا:

اس زمانے میں ہر خاص و عام، بڑا ہو یا چھوٹا، امیر ہو یا غریب سب سوشل میڈیا سے جڑے ہوئے ہیں۔ جہاں اس کے کئی فوائد ہیں وہیں اس کے بہت سے نقصانات بھی ہیں، جن پر گفتگو بھی کی جاتی ہے۔ جیسے وقت کا ضیاع وغیرہ وغیرہ لیکن دینی لحاظ سے اس کے فائدے بھی بہت ہیں، مگر ظاہر ہونے کے اعتبار سے نقصانات زیادہ دکھائی دے رہے ہیں اور اس کا سب سے بڑا نقصان ایمان کی بربادی ہے۔ یا اس سے کم ایمان میں کچھ کمزوری آنا گمراہ ہونا یا گناہوں کی طرف لے جانا اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ۔ سب سے پہلے ایمان کے بارے میں ہی گفتگو کی جائے۔ آپ لوگ اب تک کے مشاہدات سے جان چکے ہوں گے کہ سوشل میڈیا پر آنے والی ہر خبر سچی نہیں ہوتی ایسے ہی ہر دینی میسیج بھی صحیح ہو ضروری نہیں۔

اسلام کے نام پر چلنے والی کئی الحادی تنظیمیں اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز (Platforms) موجود ہیں، جو بہت ہی فعال ہیں اور اپنے شر کو تیزی کے ساتھ پھیلا رہے ہیں جن کی ہم یہاں نشان دہی نہیں کرنا چاہتے اور تمام کی کر بھی نہیں سکتے کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اب جن کا مقصد ہی الحاد پھیلانا ہو ان سے خیر کی کیا توقع۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو ان کے جھانسے میں آ چکے ہیں یا خود سے ہی دین کا درد رکھتے ہیں لیکن علم نہیں رکھتے اب ان سے بھی کیا بن پڑے گا (نیم حکیم خطرہ جان۔۔۔)۔ ایسے لوگوں کی طرف سے بالقصد یا بلاقصد ایسے میسیج یا ایسی کلپس (Clips) شائع ہوتی ہیں جن میں الحاد بھرا مواد ہوتا جو سلب ایمان تک پہنچا سکتے ہیں، خوفناک بات یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں اللہ اور رسول کے نام پر چلائی جاتی ہیں اور عام

انسان انھیں پکڑ نہیں پاتا۔ اب جو شخص ایسی چیزوں کو قبول کرے گا یا اس سے بڑھ کر اس کی تبلیغ کے لیے آگے بڑھائے گا۔ تو جیسا مواد اسی اعتبار سے حکم بھی لگے گا۔ کچھ دن پہلے ایک میسیج (Message) جو ایمانیات کے تعلق سے ہی تھا کافی پھیلا، ہم اس مسئلے میں جائے بغیر اتنا بتا دیتے ہیں کہ وہ میسیج جو لاعلمی کی بنا پر غلط بات پھیلا رہا تھا اور حوالہ فتاویٰ رضویہ کا دیا تھا حالانکہ جب فتاویٰ رضویہ دیکھا تو وہ حکم ایک شرط کے ساتھ مقید تھا اسے بلا قید پھیلا یا گیا، بہت پھیلا بھی لیکن بتائیں ایسے نازک معاملات میں بلا تحقیق میسیج آگے بڑھانا کتنے نقصان کا باعث بن سکتا ہے (اور بعض اوقات تو بالکل ہی الٹ بات میسیج میں ہوئی ہے ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے) ایک میسیج رمضان شریف کے آخری عشرے میں گردش کرنے لگتا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں عصر کی نماز کے بعد چار رکعت نفل نماز پڑھ لیں تو زندگی بھر کی قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی، بھلا بتائیں کہ عصر کے فرائض کے بعد غروبِ آفتاب تک نوافل ویسے ہی منع ہیں تو اس میسیج کے بطلان میں ویسے ہی کوئی کلام نہیں بچا محض موضوع روایت، اگرچہ اس کا بہت تدارک کیا گیا لیکن شر پسند عناصر و جہلا اس سے باز کہاں آنے والے۔ پھر بھی ہمیں سمجھانا نہیں چھوڑنا ہے کچھ تو فائدہ ہوتا ہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وذکر فان الذِکرٰی تنفعُ المؤمنین۔**

ترجمہ:۔ اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (الذٰریٰت :55)

ایسی میسیجز سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی طرف بالکل بھی متوجہ نہ ہوں۔ آپ سوشل میڈیا سے جڑے تو رہ سکتے ہیں لیکن اس سے بالعموم دین حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں، اسلامک گروپس میں نہ رہیں، ہاں دینی لحاظ سے اس سے فائدہ کیسے اُٹھا سکتے ہیں وہ علم حاصل کرنے کے ذرائع میں اس کی وضاحت کی جائے گی۔ اس کے علاوہ عام گفتگو جو سوشل میڈیا میں کی جاتی ہے اس میں بھی بعض اوقات دین

کا یا کسی دینی بات کا مذاق اُڑایا جاتا ہے اس میں بھی ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔اس لیے سوشل میڈیا کا استعمال ضرورت بھر کے لیے ہونا چاہیے ٹائم پاس کے لیے نہیں۔ذہن کی بھی حفاظت کرنی ہے اس لیے کہ نفس آپ کو یہ چیزیں اتنی آسانی سے چھوڑنے نہیں دے گا اس لیے جائز متبادل تیار رکھیں یا سوشل میڈیا میں وہ چیز جو جائز بھی ہو اور مضر بھی نہ ہو اس کی طرف رجوع کریں۔ذہن کو سوشل میڈیا پر ہونے والی بحثوں کے ذریعہ پیچیدہ مسائل میں نہ الجھائیں اس میں آپ کا سامنا عجیب و غریب چیزوں سے ہوگا جو کبھی نہ سنی ہوں گی، ان سے آپ کو وسوسہ بڑھنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔اگر پھنس ہی گئے ہیں تو مستند مفتیانِ اہلِ سنّت سے رجوع کریں آپ کو ان شاء اللہ حل مل جائے گا۔

(4)**صحبت:** زبان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اچھی صحبت رکھنا اور بُری صحبت سے بچنا بھی انتہائی ضروری ہے۔اچھی صحبت کی ترغیب پر اور بُری صحبت کی وعید پر کچھ آیاتِ قرآن ملاحظہ ہوں۔

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

(التوبۃ:119)

ترجمہ:۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔یعنی ان کے ساتھ جو ایمان میں پکّے ہیں۔

(2) وَاصْبِرْ نفسك مع الذين يدعونَ ربهم بالغدٰوة والعَشيّ يريدون وجهه ولا تَعْدُ عَيْنٰك عنهم تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدنيا ولا تُطِعْ من اَغْفلنا قلبه عن ذكرِنا واتَّبَعَ هَوٰهُ وكان امره فُرُطًا۔ (الکہف:28)

ترجمہ:۔اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں انھیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی

زندگی کا سنگھار چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو گے جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

(۳) اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ ○

(الزخرف:67)

ترجمہ: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

یعنی دنیا میں جو دوستی کفر و معصیت کی بنیاد پر تھی وہ قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی جبکہ دینی دوستی باقی رہے گی۔ (تفسیر کبیر)

(4) وَيَوۡمَ يَعَضُّ الظالم علی يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرسولِ سَبِيۡلًا ○ يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لم اَتَّخِذۡ فلانًا خليلا ○ لَقَدۡ اَضَلَّنِىۡ عن الذِّكۡرِ بعد اِذۡ جَآءَنِىۡ وَكان الشَّيۡطٰنُ لِلانسان خَذُوۡلًا ○

(الفرقان،۲۹)

ترجمہ:۔ اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا، کہے گا: اے کاش! کہ میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے میری بربادی! اے کاش! کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بے شک اس نے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے اس سے بہکا دیا اور شیطانؑ انسان کو مصیبت کے وقت بے مدد چھوڑ دینے والا ہے۔

ان آیات میں انتہائی بلاغت کے ساتھ اچھی صحبت کی ترغیب اور بُری صحبت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اب احادیث طیبہ ملاحظہ ہوں۔

(1) عن ابی ذر رضی الله عنه قال سَمِعۡتُ رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: اَلۡوَحۡدَةُ خَيۡرٌ مِّنۡ جَلِيۡسِ السُّوۡءِ والۡجَلِيۡسُ الصَّالِحُ خَيۡرٌ مِنَ الۡوَحۡدَةِ وَاِمۡلَاءُ الۡخَيۡرِ خَيۡرٌ مِنَ السُّكُوۡتِ

وَالسُّکُوْتُ خَیْرٌ مِنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ۔ (بیہقی)

ترجمہ:۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ: تنہائی بُرے دوست سے بہتر ہے اور اچھا ساتھی تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات کرنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموشی بُری بات سے بہتر ہے۔

(2) عن اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الرَّجُلُ علی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے سوتم میں سے ہر شخص کوغور کرنا چاہیے کہ وہ کس شخص کو اپنا دوست بنا رہا ہے۔(ترمذی)

یہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو دوست بنانے کے بارے میں ہے تو سوچیے کہ استاد بنانے کا معاملہ کتنا سخت تر ہوگا۔مشہور تابعی محدث و فقیہ حضرت محمد بن سیرین احادیث کے بارے میں فرماتے ہیں: اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ۔

ترجمہ:۔یہ علم، دین ہے ذرا غور کر لینا کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو۔

آپ حضرات حدیث شریف میں پڑھ آئے ہیں کہ تنہائی سے اچھی صحبت بھلی اور بُری صحبت سے تنہائی بھلی۔لیکن آج اس دور میں صحبت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے تنہائی میں بھی دنیا سے رابطہ بنا رہتا ہے، یہ تنہائی نہیں یہ تو بہت وسیع صحبت ہے۔یہ دونوں موضوع یعنی زبان کی حفاظت اور بُری صحبت سے بچنا ایک دوسرے سے ملے ہوئے موضوع ہیں اسی لیے بُری صحبت سے بچنے میں بہت سے ایسے امور کی رعایت کرنی ضروری ہے جن کی زبان کی حفاظت میں رعایت کرنی ہوتی ہے۔اور اس دور میں سوشل میڈیا کے لاحق ہونے سے دونوں موضوع میں رابطہ اور بڑھ گیا ہے۔اسی

سوشل میڈیا سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے اور اس کے نقصانات سے بھی بچنا ہے اور اس سے بچنے کے بارے میں ہم بیان کر آئے کہ اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں۔ اگر آپ کسی ایسے گروپ سے جڑے ہیں جس میں بلا تحقیق دینی مواد آتا ہے تو یہ بُری صحبت ہے اور مہلک بھی ہے اور اگر ایسے گروپ سے جڑے ہیں جس میں تحقیق شدہ صحیح دینی مواد آتا ہے تو یہ اچھی صحبت ہے۔ ایسے ہی یوٹیوب پر بھی اگر کسی اچھے عالمِ دین کو سنیں تو یہ اچھی صحبت ہے اور کسی تخریب کار شخص کو سنیں جس کے عقائد و نظریات خراب ہوں تو یہ بُری صحبت ہے اور مہلک تر ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں صرف سننے سے کیا ہو رہا ہے ہم اتنے کمزور تھوڑی نہ ہیں اور بعض اس سے بڑھ کر کہتے ہیں کہ ہر گھاٹ کا پانی پینا چاہیے۔ بھائی یہ دین ہے کوئی سیر پر نہیں نکلے کہ جو چاہو اختیار کر لو اور وہ حضرات جو کہتے ہیں ہم اتنے کمزور نہیں ہیں، صرف سننے سے کیا ہو رہا ہے؟ تو ان کے لیے جواب یہ ہے کہ بعض لوگ فتنۂ دجال میں صرف اسی لیے پھنسیں گے کیونکہ وہ اپنے آپ کو پختہ مومن سمجھ کر اس کے پاس جائیں گے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ مِنْهُ فَوَاللہِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو دجّال کے (خروج کے) بارے میں سنے تو وہ اس سے دور رہے، اللہ کی قسم! کوئی شخص اس کے پاس جائے گا یہ سمجھ کر کہ میں مسلمان ہوں تو پھر وہ اسی کی تباع کرے گا ان شبہات کی وجہ سے جن کے ساتھ وہ بھیجا گیا۔

اس حدیث پاک کے تحت مرأۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے: ''یعنی کوئی شخص تماشہ دیکھنے کے لیے بھی دجال کے پاس نہ جائے۔ جو شخص جائے گا اس کا

حال یہ ہوگا کہ وہ سمجھے گا کہ میں پختہ مسلمان ہوں مجھے دجال اور اس کے شعبدے اسلام سے ہٹا نہیں سکتے۔ آج بھی بعض لوگ اپنے ایمان کو نا قابلِ تسخیر قلعہ سمجھ کر بدمذہبوں کی صحبت، ان کے وعظ اور ان کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور بے دین ہو جاتے ہیں۔ ''ان شبہات کی وجہ سے'' اس کے تحت ہے کہ: وہ شخص جو خود کو مسلمان سمجھ رہا ہوگا ان شعبدے بازیوں کو دیکھ کر شک میں ضرور پڑ جائے گا کہ شاید یہ خدا ہی ہے (معاذ اللہ) اور یہ کفر ہے اور اس شک کے باوجود وہ خود کو مسلمان سمجھے گا، پھر آہستہ آہستہ اس کا کفر اور پختہ ہوتا جائے گا۔'' (ملخصًا)

دیکھا آپ نے Over confidence کا نتیجہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس شخص کو آپ سن رہے ہیں کم سے کم اس کے بارے میں دل میں نرم گوشہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے کہ ہر شخص اپنی بات مزین اور مدلل کر کے پیش کرتا ہے اگر چہ توڑ مروڑ کے ہو لیکن پہلی نظر میں اچھی لگے۔

علم کیسے حاصل کیا جائے

اتنی قیودات کے بعد آخر کار علم حاصل کیسے کیا جائے، اس سوال کا جواب بھی قرآن شریف میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَسلوا اَھۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔ (الانبیاء:21/7)

ترجمہ:۔ تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے مسلمانوں پر لازم کر دیا کہ وہ اہلِ علم سے علم حاصل کریں۔ دل میں یہ سوال نہ آئے کہ جب قرآنِ عظیم میں سب کچھ ہے تو پھر علما کے پاس کیوں جائیں؟ ہمارا موضوع کوئی تقلید ثابت کرنا نہیں ہے بس اتنا سمجھ لیں کہ قرآن شریف میں موجود تو سب کچھ ہے لیکن نکالنے کی صلاحیت سب میں نہیں ہوتی، بلا تشبیہ و تمثیل طب کی کتابوں میں بیماریوں کی دوائیں تو لکھی ہی ہیں پھر بھی

علاج کے لیے طبیب کے پاس جانا پڑتا ہے۔علم حاصل کرنے کے لیے سب سے اچھا طریقہ تو یہ ہے آپ اہلِ سنّت کے کسی مدرسہ یا جامعہ میں داخلہ لے لیں،لیکن یہ سب سے تو نہیں ہوسکتا۔اب ایسے لوگوں کو چاہیے کہ ہمارے اکابر علما کی معتبر اور معروف کتابوں کا مطالعہ کریں یہ بھی علما ہی سے سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔نیز آپ کا تعلق کسی اچھے عالمِ دین سے ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ کتاب کی ہر بات سمجھ میں آجائے ضروری نہیں،کہیں کہیں تشریح کی ضرورت رہتی ہے۔لیکن یہ بھی دیکھ لیں کہ وہ علم کے عالم ہوں نام کے نہیں۔میڈیا کے ذریعہ علم حاصل کرنے میں غایت درجہ احتیاط چاہیے۔جو الحاد پھیلا رہا ہے اس کی طرف تو التفات بھی نہ چاہیے،دوسرا وہ جو کثیر الغلط ہو اس سے بھی دور رہنا ہے ہاں ایسا شخص جس کے عقائد کے بارے میں آپ جانتے ہوں کہ وہ بالکل عقائد اسلام،عقائد اہلِ سنّت کے مطابق ہیں تو اب ایسے شخص میں دیکھنا ہوگا کہ وہ اصلاحی بیان کررہے ہیں یا اختلافی موضوعات اُٹھاتے ہیں۔اختلافی موضوعات میں پڑنے کی ضرورت بالکل بھی نہیں،جو آپ کے روزمرہ کے مسائل بتا رہے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ جماعت اہلِ سنّت کا ان پر اعتماد بھی ہو تو ایسے عالمِ دین سے آپ علم حاصل کرسکتے ہیں۔کوئی یہ نہ سوچے کہ جس چیز سے روکا جارہا ہے اسی کو کیسے جانچا جاسکتا ہے،یہاں کوئی دور نہیں آرہا ہر شخص حالاتِ زمانہ سے واقف ہے۔عقلمند را اشارہ کافی است۔اس پر مزید گفتگو نہیں کی جاسکتی۔علم حاصل کرنے کے لیے مفید کتابوں میں ایک کتاب بہارِ شریعت پیشِ نظر رکھیں (خصوصاً اس کا پہلا حصہ جس میں عقائد کا بیان ہے)۔اس سے آپ کی علم کی پیاس بھی بجھے گی اور آپ ایک علمی معیار بھی قائم کرسکیں گے جس کے ذریعہ آپ کو صحیح یا غلط پرکھنے میں آسانی ہوگی۔لیکن کبھی اکابر علمائے اہلِ سنّت کو چیلنج نہ کیجیے گا۔مسائل کے ادراک کے لیے اور بھی بہت کچھ درکار ہے جو ہوسکتا ہے آپ کے پیشِ نظر نہ ہو۔

مطالعہ کے بارے میں عوام سے ہم یہی کہتے ہیں کہ ایک بار میں ہی بہت سارا مطالعہ نہ کریں جتنا یاد رکھ سکیں اتنا ہی پڑھیں لیکن روز پڑھیں، استقامت کے ساتھ تھوڑا تھوڑا پڑھنا بھی آہستہ آہستہ بہت ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

اور مطالعہ کے دوران کتاب میں جو بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کے بارے میں کسی مستند عالمِ دین سے پوچھ لیں۔ اور عالمِ ربانی اور عالمِ سوء کی پہچان کے لیے احیاء العلوم جلد اوّل کتاب العلم کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ نیز علمِ نافع کے حصول کے لیے، کتاب کی آسانی کے لیے اور خصوصاً ایمان کی حفاظت کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہیں۔

ایک شبہہ کا ازالہ

اس رسالہ میں مذکور قرآنی آیات واحادیث سے کہیں یہ بات ذہن میں نہ آئے کہ جب مومن ہیں تو پھر جنّت تو ہمیں جانا ہی ہے عمل کی کیا ضرورت بس ایمان مضبوط رکھو، ایمان بچا کر لے جاؤ کافی ہے خصوصاً حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے، یہ بات واضح رہے پہلے عقیدہ درست رکھیں کہ جس کے دل میں ایمان ہو اور وہ اپنا ایمان بچا کر دنیا سے رخصت ہوا تو وہ بالآخر جنّت میں جائے گا۔ چاہے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کے گناہ معاف کر دے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں یا اپنے گناہوں کی سزا پا کر لیکن جائے گا جنّت میں۔ اس تقریر سے ہرگز اعمال کو ہلکا نہ جانیں۔ اس لیے کہ اعمال کی بجا آوری کا حکم بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس کی نافرمانی جہنم تک پہنچا سکتی ہے اگرچہ ما دون الکفر میں خلود فی النار نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب لمحہ بھر کے لیے بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اگر ایک گناہ کے بدلے میں ہی جہنم میں ڈال دیا گیا تو! اسی لیے گناہوں کو معمولی سمجھ کر نہیں کرنا چاہیے اور یہ سوچنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت تو اس

امت کو ملے گی ہی تو بھائی شفاعت کا مژدہ اسی لیے نہیں دیا گیا کہ آپ گناہوں پر دلیر ہوں اور شفاعت اوّل وقت میں ہی مل جائے ضروری نہیں، ہوسکتا ہے کہ جہنم میں جانے کے بعد شفاعت نصیب ہو۔ جیسا کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوں گے۔

بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفاعت کا مژدہ دیتے ہوئے قیامت کے دن کے بارے میں فرمایا:

وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِيْ اَلْآنَ، فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ۔ وَ اَخِرَّ لَهُ سَاجِدًا فيقال: يَامُحَمَّدُ! ارْفَعْ رأسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تَشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ: يَارَبِّ، اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ، فَيُقَالُ: اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ، ثُمَّ اَعُوْدُ، فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدَ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ: يَامُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعُ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ يَارَبِّ! اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ، فَيُقَالُ: اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ: اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرَّدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ۔

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے ایسے تعریفی کلمات سکھائے گا جن سے میں اللہ کی حمد کروں گا جو مجھے ابھی یاد نہیں اور میں اللہ کی بارگاہ میں سجدے میں گر جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو تمھیں دیا

جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امّت میری امّت،تو مجھ سے کہا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اس کو نکال لو،جس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔تو میں جا کر ایسا ہی کروں گا، پھر میں لوٹ کر ان تعریفی کلمات سے اللہ کی حمد کروں گا، پھر میں اس کی بارگاہ میں سجدے میں گر جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو تمھیں عطا کیا جائے گا، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی،تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امّت میری امّت! تو مجھ سے کہا جائے گا: جاؤ اور جا کر جہنم میں سے اس کو نکال لو جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو،تو میں جا کر ایسا ہی کروں گا، پھر میں لوٹ کر آؤں گا اور ان تعریفی کلمات سے اللہ کی حمد کروں گا، پھر میں اللہ کی بارگاہ میں سجدے میں گر جاؤں گا،تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو تمھیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امّت، میری امّت! تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا: جاؤ اور جہنم میں سے اس کو بھی نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم سے بھی کمتر ایمان ہو،تو میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔

یہ ایک طویل حدیث شریف ہے یہاں صرف اس کا ایک حصہ بیان کیا گیا ہے۔ جہاں اس حدیث شریف سے شفاعت مصطفیٰ کا ثبوت ملتا ہے وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کا بھی پتہ چلتا ہے۔لیکن ہم اس حدیث شریف سے آپ حضرات کی خدمت میں یہ بات پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی ضروری نہیں کہ شفاعت ابتدائی مرحلے میں ہی مل جائے۔ اس لیے شفاعت کی امید تو رکھنی چاہیے لیکن اس امید رکھنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ گناہوں کو معمولی سمجھ کر کر لیا جائے۔ واقعی آخرت کا

معاملہ بڑا سخت ہے، ہمیں ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے، اپنے ایمان کی فکر کرتے رہنا چاہیے، وہ بے نیاز ہے جس جرم پر چاہے پکڑ لے جسے چاہے پکڑ لے جسے چاہے معاف کردے، کوئی اپنے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا قیامت میں کیا انجام ہوگا تو پھر اطمینان کس بات کا۔

اقوالِ صحابہ:

آیئے دیکھتے ہیں ہمارے اسلاف آخرت کے بارے میں کتنے فکر مند تھے۔

(1) امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بار پرندے کو دیکھ کر فرمایا: اے پرندے! اے کاش! میں تمہاری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا۔ (2) امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اے کاش! میں ایک درخت ہوتا۔ (3) امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے وفات کے بعد اُٹھایا نہ جائے۔'' (5,4) حضرت سیدنا طلحہ اور حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے: کاش! ہم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے۔'' (6) اُم المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتیں، کاش! میں نَسِيًا مَنْسِيًا (یعنی کوئی بھولی بسری چیز) ہوتی۔ (7) حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: کاش! میں راکھ ہوتا۔ (قوت القلوب)

یہ اقوال اُن ہستیوں کے ہیں جو قطعی جنتی ہیں جن میں پانچ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اوران میں بھی حضرت صدیق اکبر جو افضل البشر بعد الانبیاء ان کے خوف کا یہ عالم ہے اور اس کے علاوہ دیگر صحابہ کے اقوال تو پھر ہم کسی گنتی میں ہیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود یہ دونوں بھی جنّت کے بشارت یافتہ ہیں پھر بھی ایسا خوفِ خدا۔ ان تمام ہی حضرات کے ایسے قول یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہماری ترہیب کے لیے ان کے منہ سے نکلوائے ہیں۔ اوران کے اقوال سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جائے کہ

انھیں اپنے جنتی ہونے میں شک تھا بلکہ جو اللہ تعالیٰ کی جتنی زیادہ معرفت رکھتا ہے وہ اللہ سے اتنا ہی زیادہ ڈرتا ہے۔ اور کاش کا لفظ یہ بات بھی واضح کر دیتا ہے کہ یہ تمنا کے طور پر بولے گئے الفاظ ہیں اعتراض کا تو سوال ہی نہیں۔

اور کیوں نہ ایسا خوف ہو کہ یہ الفاظ کامل مومنین کے منہ سے صادر ہوئے ہیں اور ان کا یہ خوف باری تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے بھی تھا "وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○"

ترجمہ:۔ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ (الِ عمران:175)

سلبِ ایمان کی فکر میں شب بھر گریہ وزاری:

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر تھا۔ میں نے دریافت کیا: کیا آپ گناہوں کے خوف سے رو رہے ہیں؟ تو آپ نے ایک تنکا اُٹھایا اور فرمایا کہ گناہ تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس تنکے سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں، مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ایمان کی دولت نہ چھین لی جائے۔ (منہاج العابدین)

صحابۂ کرام کی کیفیت:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک دن نمازِ فجر کے بعد سلام پھیرا تو آپ پر غم کی کیفیت طاری تھی اور آپ اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر فرمارہے تھے: میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے لیکن آج میں ان جیسی کوئی بات نہیں پاتا۔ وہ حضرات اس حالت میں صبح کرتے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے، چہرے زرد اور غبار آلود ہوتے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کے نشان ہوتے۔ ان کی راتیں سجدوں اور قیام کی حالت میں تلاوتِ قرآن میں گزرتیں اور وہ باری باری اپنی پیشانی اور پاؤں کو عبادت کے لیے استعمال کرتے

(کبھی سجدہ کرتے اور کبھی قیام)۔ جب صبح ہوتی اور یہ لوگ اللہ عزوجل کو یاد کرتے تو اس طرح کانپتے جیسے سخت ہوا سے دن میں درخت ہلتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس قدر آنسو بہاتیں کہ ان کے کپڑے بھیگ جاتے۔ اللہ عزوجل کی قسم! اب میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں جو غفلت کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔ اتنا فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے تشریف لے گئے اور پھر آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ یہاں تک کہ ابن ملجم نے آپ کو زخمی کر دیا۔

کاش! وہ شخص میں ہوتا:

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک شخص ایک ہزار سال کے بعد دوزخ سے نکلے گا۔ کاش وہ شخص میں ہوتا۔ یقیناً آپ کے یہ الفاظ اپنے ایمان کی فکر کی وجہ سے نکلے ہیں کیونکہ وہ شخص مومن ہوگا جبھی تو دوزخ سے نکلے گا۔ اس میں آپ ہرگز عذابِ نار کو ہلکا نہیں جان رہے اور صحیح بات تو یہ ہے کہ ہماری ترغیب کے لیے کہے ہیں۔ آپ کے متعلق ایک دلچسپ بات بتاتا چلوں کہ حضرت حسن بصری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بیٹے ہیں اگرچہ عندالجمہور صحابی نہیں ہیں۔

تجدید ایمان:

گزشتہ تقریروں سے اگر دل میں یہ بات محسوس ہوتی ہو کہ ہم نے بے باکی کے ساتھ زندگی گزاری ہے یا دینی فرائض کے تو پابند تھے مگر زبان کی اس معاملے میں احتیاط نہیں کی اور جانے انجانے میں ہمارے منہ سے کوئی لفظ نکل گیا ہو تو کیا کریں۔ ان کے لیے عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے مایوس ہونے کے لیے کچھ نہیں چھوڑا، اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں جب بھی ایسا کچھ ہو کوئی کلمہ بول دیا ہو تو تجدید ایمان کر لینا چاہیے بلکہ ہمارے اسلاف نے تو فرمایا ہے کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے تجدید ایمان کر کے سونا چاہیے تاکہ موت آئے تو ایمان پر آئے۔

تجدیدایمان کا طریقہ: اگرکسی معین کفر سے توبہ کرنی ہوتو خاص اس کفر سے بیزاری کے اظہار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں پھرکلمہ طیبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ لیں، اس طرح تجدید ایمان ہو جائے گا۔اوراگرکوئی خاص کفرنہیں بلکہ احتیاطاً تجدید ایمان کرنا چاہتے ہوتو اس طرح کہے: یااللہ! اگر مجھ سے کوئی کفر ہو گیا ہوتو میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔اس کے بعد کلمہ پڑھ لیں۔

تجدید ایمان کا حکم خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُجَدِّدُ اِيْمَانَنَا۔ قَالَ جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ بِقَوْلِ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

ترجمہ:۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے ایمان کی تجدید کرلیا کرو۔صحابہ نے عرض کیا: ہم اپنے ایمان کی تجدید کیسے کیا کریں؟ فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر۔(مسند احمد)

کیا جاہل کے ایمان پر خاتمے کی امید نہیں؟

سوال:۔ اس رسالہ میں علم حاصل کرنے پر کافی زور دیا گیا ہے خصوصاً ضروریاتِ دین پر جس سے ایسا لگتا ہے کہ جاہل کے ایمان پر خاتمے کی امید نہیں ہے؟ توکیا جاہل کی ایمان پر موت نہیں ہوسکتی؟

جواب:۔ایسانہیں ہے کہ ہر جاہل کا کفر پر ہی خاتمہ ہو اللہ کرم فرمائے اور اسے کفر سے محفوظ رکھے ہوسکتا ہے لیکن جہالت کفر میں جا پڑنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ انسان کو خود سوچنا چاہیے کہ فانی دنیا میں رہنے کے لیے کتنا علم سیکھتا ہے اور باقی آخرت کے لیے کچھ بھی نہیں، کم ازکم فرضِ علوم تو سیکھ لے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: بدیہیاتِ دینیہ سے ہے کہ اولاً عقائد اسلام وسنّت پھر احکامِ صلات وطہارت وغیرہا ضروریاتِ شرعیہ سیکھنا فرض

ہے اور انھیں چھوڑ کر کسی مستحب و پسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام۔

ایمان چھیننے کا شیطان کا عجیب انداز

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن ایمان کی حفاظت کے لیے علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے تاگے کی لگام ڈالتا ہے۔ منقول ہے: بعد نمازِ عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں، ابلیس کا تخت بچھتا ہے، شیاطین کی کارگزاری پیش ہوتی ہے، کوئی کہتا ہے: میں نے اتنی شرابیں پلائیں، کوئی کہتا ہے میں نے اتنے زنا کرائے سب کی (باتیں) سنیں۔ کسی نے کہا: میں نے آج فلاں طالبِ علم کو پڑھنے سے باز رکھا۔ سنتے ہی تخت پر سے اُچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگایا اور کہا: اَنْتَ اَنْتَ تو نے کام کیا، تو نے کام کیا۔ اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انھوں نے اتنے بڑے بڑے کام کیے، ان کو کچھ نہ کہا اور اس کو اتنی شاباشی دی! ابلیس بولا تمھیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا ہے سب اسی کا صدقہ ہے۔ اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے۔ بتاؤ وہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ انھوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوعِ آفتاب شیاطین کو لیے ہوئے اس مقام پر پہنچا۔ اور شیاطین مخفی رہے اور ابلیس انسان کی شکل اختیار کر کے راستہ پر کھڑا ہو گیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نمازِ فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے۔ راستے میں ابلیس کھڑا ہی تھا، حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ عابد صاحب نے فرمایا: جلد پوچھو، مجھے نماز کو جانا ہے۔ اس نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر پوچھا: (کیا) اللہ قادر ہے کہ ان سماوات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کر دے؟ عابد صاحب نے سوچا اور کہا: ”کہاں آسمان وزمین اور کہاں چھوٹی سی شیشی۔“ (ابلیس) بولا: بس یہی پوچھنا تھا، تشریف لے جائیے اور شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کی راہ ماردی، اس کو اللہ کی

قدرت پر ہی ایمان نہیں عبادت کس کام کی! طلوعِ آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے، اس (ابلیس) نے کہا: مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔انہوں نے فرمایا: جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے۔اس نے وہی سوال کیا۔(سن کر عالم صاحب نے فرمایا:) ملعون! تو ابلیس معلوم ہوتا ہے، ارے! وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان و زمین داخل کر دے۔(اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○ ترجمہ:۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے) عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا: دیکھو! یہ علم کی برکت ہے۔(ماخوذ از کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب)

شیطان ماں باپ کے روپ میں:

امام قرطبی نقل فرماتے ہیں کہ شیطان موت کے وقت دائیں جانب سے آتا ہے اور یہودی دین کا اچھا ہونا بیان کرتا ہے اور اس کے باپ کا روپ دھا کر یہودی مذہب قبول کرنے کے لیے اُکساتا ہے، اگر قبول نہ کرے تو پھر شیطان بائیں جانب سے آتا ہے اور اس کی ماں کا روپ دھا کر عیسائی مذہب قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ شیطان ایسے موقع پر پانی کا پیالہ لے کر آتا ہے کہ اگر تو وہ کہہ دے جو میں کہہ رہا ہوں اور دعوتِ کفر دے رہا ہوتا ہے (یعنی اسلام چھوڑ کر کافر ہو جا) تو پیالہ تجھے پیش کروں گا۔(بدیقۃ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ)

دیکھا آپ نے شیطان ہمارا ایمان چھیننے کے لیے کیسے پیچھے پڑا رہتا ہے اور اگر ہم پھر بھی غافل رہیں تو!

کچھ عوامی شبہات کا ازالہ:

عوامی باتوں اور بعض احادیث طیبہ کو ادھورا جاننے کی بنا پر لوگوں کے اذہان میں ایسی باتیں گھر کر جاتی ہیں جو ان کے لیے مہلک ثابت ہو سکتی ہیں وہ بھی ایسے کہ

اپنے نظریہ کو حدیث پاک سے تقویت دیتے ہیں مثلاً حدیث شریف میں ہے: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" (المعجم الاوسط)

ترجمہ:۔ جس نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہہ لیا وہ جنت میں جائے گا۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ اخذ کر لینا کہ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لو، جنت میں بہر حال جانا ہے محض فاسد خیال ہے۔ اولاً تو اس میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں ہے تو کیا کوئی ذی فہم اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ صرف توحید سے ایمان پورا ہو جاتا ہے رسالت کی حاجت نہیں، ہرگز نہیں۔ دوسری بات یہ کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے کیا ایمان مکمل ہو جاتا ہے، اگر ایسا ہوتا تو پھر منافق کس کو کہا جائے گا، وہ بھی مومن ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کچھ تقاضے ہیں تبھی یہ کلمہ معتبر ہے ورنہ نہیں۔ اولاً تو توحید کے ساتھ رسالت کا بھی اقرار کرے نیز اس اقرار کی تصدیق بھی دل سے کرے تب جا کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فائدہ دے گا۔ پھر کلمہ پڑھ کر جنت میں جائے گا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اولاً ہی چلا جائے گا، ہوسکتا ہے پہلے گناہوں کی سزا پانی پڑے اور اللہ رب العزت کا عذاب کوئی بھی نہیں برداشت کر سکتا اگر چہ لمحہ بھر کے لیے ہی صحیح۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فرماتے ہیں: اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو بے شک (کلمہ گوئی تو منافقین کو بھی) حاصل تھی، پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآنِ عظیم ردّ فرما رہا ہے! رب عزوجل (قرآنِ عظیم کی سورۃ الحجرات آیت نمبر 14 میں) فرماتا ہے: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔

ترجمہ:۔ گنوار بولے: ہم ایمان لائے۔ تم فرماؤ: تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔

اور (سورۃ المنافقون کی آیت نمبر 1 اللہ رب العباد ارشاد) فرماتا ہے: اِذَا

جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی کیسی تاکیدوں سے مؤکّد، کیسی کیسی قسموں سے مؤید (مگر) ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبر دی:

ابن جریر وطبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پیڑ کے سائے میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا: عنقریب ایک شخص آئے گا تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک نیلی آنکھوں والا شخص سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا: ''تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں؟'' وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلایا۔ سب نے قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ (پارہ 10 سورۃ التوبۃ کی 74 ویں) آیت نازل فرمائی:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ۔

ترجمہ:۔ منافقین اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا

کہنے والا اگر چہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے۔(تمہید الایمان ملخصاً)

ارتداد کے احکام

اگر کسی مسلمان سے کوئی صریح کفر سرزد ہو گیا جس پر فقہا اور متکلمین کا اتفاق ہو تو ایسا شخص مرتد ہو گیا (دائرۂ اسلام سے باہر ہو گیا)۔ اس کے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ سابقہ زندگی میں جتنی بھی نیکیاں کی تھیں سب ختم۔ اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ نئے سرے سے ایمان لائے اور تجدید نکاح بھی کرے۔ اگر کسی مرشد کامل کا مرید تھا بیعت بھی ٹوٹ گئی۔

ایمان کی حفاظت کے لیے وظائف:

(1) صبح اکتالیس بار "یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔" اول آخر درود شریف کے ساتھ پڑھیں۔

(2) سوتے وقت سب اوراد و وظائف کے بعد سورۂ کافرون پڑھ لیں اور اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کریں ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورۂ کافروں تلاوت کر لیں تاکہ خاتمہ اسی پر ہو۔

(3) تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔

(آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح کہلاتی ہے اور دوپہر ڈھلنے سے غروبِ آفتاب تک شام کہلاتی ہے۔)

(4) مسواک نزع میں آسانی اور کلمۂ شہادت یاد دلاتی ہے۔ یعنی مسواک کے عادی شخص کو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے رب قدیر میرا اور آپ کا ایمان پر خاتمہ بالخیر فرمائے۔ OO

مصنف ایک نظر میں

نام ونسب: سید عاقب معین الدین علی بن سید اختر علی بن سید امجد علی بن سید انور علی

ولادت: ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۲ء

سکونت: جبل پور (ایم پی)

دینی تعلیم: ناظرہ قرآن کریم حافظ شمشیر نوری صاحب کی خدمت میں رہ کر مکمل کیا۔ اردو کی ابتدائی تعلیم دارالعلوم اہلِ سنّت (جبل پور) سے حاصل کی۔ پھر از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور ابتدا سے لے کر فضیلت تک تعلیم جامعہ ہذا سے حاصل کی اور ۵/جنوری ۲۰۲۲ء کو دستارِ فضیلت حاصل کی۔

عصری تعلیم: پرائمری سے لے کر میٹرک تک تعلیم سینٹ الائشیس سینئر سیکنڈری اسکول سے حاصل کی۔ پھر ہائر سیکنڈری تک کی تعلیم مہا کوشل پبلک اسکول سے حاصل کی۔ پھر گیان گنگا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی سے انجینئرنگ تک تعلیم مکمل کی اور ایم اے اردو کی ڈگری شبلی نیشنل کالج اعظم گڑھ سے حاصل کی۔

از **مولانا حاشر رضا مصباحی**

فروغِ اہلِ سنّت کے لیے امام احمد رضا کا دس (۱۰) نکاتی پروگرام

☆ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

☆ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

☆ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں۔

☆ طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اُس میں لگایا جائے۔

☆ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں، کہ تحریراً و تقریراً و واعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں۔

☆ حمایتِ مذہب ورد بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانہ دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

☆ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔

☆ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبیِ اعدا کے لیے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

☆ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو، لگائے جائیں۔

☆ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ ''آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا'' اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

Published by
2818/6, Gali Garahiya, Kucha Chellan
Darya Ganj, New Delhi-110 002
M. : 9867934085, 7838013425
E-mail : zubair006@gmail.com
سنّی پبلی کیشنز
SUNNI PUBLICATIONS